جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد

میں

از

حضرت مولانا مجاہد الاسلام صاحب قاسمی

سابق صدر مسلم پرسنل لا بورڈ۔ سابق قاضی شریعت بہار اڑیسہ

جمع و ترتیب

شاہ محمد کمال الرحمن قاسمی

صاحبزادہ حضرت شاہ صوفی غلام محمد

خطیب مسجد عالمگیری شانتی نگر، حیدرآباد ۵۳...۵ آندھرا پردیش انڈیا

زیر اہتمام

حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمن صاحب مفتاحی دامت برکاتہم

صدر مدرس دار العلوم حیدرآباد خطیب جامع مسجد ملے پلی حیدرآباد

سرپرست لجنۃ العلماء آندھرا پردیش

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

تفصیلاتِ کتاب

نام کتاب : پہلا درس بخاری

درس : حضرت مولانا مجاہد الاسلام القاسمی رحمۃ اللہ علیہ

جمع وترتیب : مولانا شاہ محمد کمال الرحمان قاسمی

سن اشاعت : رجب ۱۴۲۴ھ م ستمبر ۲۰۰۳ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار

تعداد صفحات : ۴۰

کمپیوٹر کتابت : محمد مجاہد خان

بمعرفت : رشادی کمپیوٹر سنٹر نزد مسجد اکبری اکبرباغ حیدرآباد

2/ 138 -2 - 6 نزد اکبری مسجد اکبرباغ

حیدرآباد موبائیل 9849064724

قیمت : Rs 10= 00 (دس روپیے)

بہ اہتمام : حضرت مولانا شاہ جمال الرحمان مفتاحی صاحب مدظلہ العالی

فہرست مضامین

سلسلہ	مضامین	صفحہ نمبر

○○○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدر آباد اب دکن کا ایک معیاری، امتیازی عربی ادارہ بن چکا ہے۔ مولانا **محمد حمید الدین** صاحب عاقل حسامی مدظلہ بانی دار العلوم حیدر آباد امیر ملت اسلامیہ آندھرا پردیش کی زیر سرپرستی چلنے والے اس ادارے نے دس برس کے قلیل عرصہ میں جو نمایاں ترقی کی ہے وہ آندھرا پردیش کے مسلمانوں کیلئے لائق مبارکباد، خصوصا اہلیان حیدر آباد کے لئے قابل صد افتخار ہے، یہ محض فضل الٰہی ہیکہ صدیق مکرم جناب رحیم الدین صاحب انصاری معتمد دار العلوم حیدر آباد کی انتھک محنتیں اور دن رات کی کاوشیں اور مخلصین کے تعاون عمل نے دار العلوم کو (مکمل نصاب عالم) میزان سے دورۂ حدیث تک پہنچادیا ہے۔

۳/ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ م ۲/ جولائی ۱۹۸۵ء بروز پیر تین بجے دن دار العلوم میں **اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہ اَلْجَامِعُ الْمُسْنَدُ الصَّحِیْحُ الْبُخَارِی** کا آغاز ہوا، احقر کو اس درس اول میں حاضر ہونے اور فیض یاب ہونے کی سعادت نصیب ہوئی، اللہ کے فضل سے اس موقع پر افتتاحی تقریر کو کیسٹ میں محفوظ کر لیا گیا، انتہائی مفید، اہم اور موثر درس کے بعد میرے دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ اس درس کو کاغذ پر منتقل کر لینا چاہے، فکر انگیز، معنی خیز، موعظت سے لبریز درس مقدور بھر سعی کے ذریعہ بیاض میں منتقل کر لیا گیا اسی پر اکتفاء نہ ہوا، علم حدیث، ضرورت حدیث کتابت حدیث خصوصیات حدیث، مختصر سوانح بخاری، انکی دیانتداری پرہیز گاری کے عنوانات پر مشتمل مولانا **مجاہد الاسلام قاسمی** قاضی شریعت بہار واڑیسہ کی افتتاحی تقریر اور بخاری شریف کا درس اول ماہنامہ **الکمال** میں کئی برس پیشتر شائع کیا گیا اب اسے کتاب کی شکل میں شائع کیا جارہا ہے

حق تعالی مولانا محترم اور دیگر شیوخ اور اساتذہ دار العلوم کا فیضان دور دور تک پہنچائے اور اسے قبولیت تامہ اور مقبولیت عامہ نصیب فرمائے۔ آمین)

محمد کمال الرحمان قاسمی

صاحبزادہ حضرت شاہ صوفی غلام محمدؒ

خطبہ مسنونہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِاَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُاَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَامُحَمَّدًاعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْراً۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَا تُھَاوَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارْ۔

عبارت : وَ بِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ مِنَّااِلَی الْاِمَامِ الْحَافِظِ الْحُجَّۃِ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ مُحَمَّدِ ابْنِ اِسْمٰعِیْلِ بْنِ اِبْرَاھِیمَ ابْنِ الْمُغِیْرَۃ ابْنِ الْبَرْدِزْبَۃ الْجُعْفِیِّ الْبُخَارِیِّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالیٰ وَنَفَعْنَا بِعُلُوْمِہٖ ۔ آمِیْنْ۔

قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بَابُ کَیْفَ کَانَ بَدْأُ الْوَحْیِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اِنَّا اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ کَمَا اَوْحَیْنَا اِلٰی نُوْحٍ وَّ النَّبِیّیْنَ مِنْ بَعْدِہٖ۔

وَبِہٖ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُمَیْدِی قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی ابْنُ سَعِیْدِالْاَنْصَارِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُابْنُ اِبْرَاھِیْمَ التَّیْمِی اَنَّہٗ سَمِعَ عَلْقَمَۃَ بْنَ وَقَاصٍ اللَّیْثِیِّ یَقُوْلُ عُمَرُ بْنُ خَطَّابٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَ عَنْھُمْ قَالَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّمَاالْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّانَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوْاِلَی امْرَأَۃٍ یَّتَزَوَّجُھَا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ۔

آغازِ کلام

انتہائی مبارک اور مسعود ہے وہ لمحہ جس میں آپ حضور اقدس جناب محمد ﷺ کی احادیث، اُن کے اقوال وارشادات اور اُن کے اعمال و تقریرات کے علم کا آغاز کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کیلئے قرآن نازل فرمایا لیکن کتاب کو کافی نہیں سمجھا گیا بلکہ کتاب کے ساتھ معلم بھی بھیجا گیا۔ اس لئے کوئی شخص کتاب اللہ کو بغیر معلم کتاب کے سیکھنا چاہتا ہے تو وہ گمراہی کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ آج کے عہد میں بنیادی طور پر ہم علماء کو اور دوسرے ارباب دانش کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ اللہ کی کتاب تنہا نہیں آئی ہے بلکہ اس کے ساتھ معلم آئے ہیں۔ اور معلم کیوں آئے ہیں؟ اللہ کی کتاب کے الفاظ سے اللہ کی مراد کو واضح کرنے کیلئے، اسی کو تفسیر کہتے ہیں۔

● تفسیر بالرائے اور تفسیر حقیقی

جو شخص اللہ کی مرادات اپنے نفس کی خواہش سے بتاتا ہے، وہ تفسیر بالرائے ہے۔ جو اللہ کی مرادات معلم کتاب کی تعلیم کی روشنی میں بتاتا ہے وہ تفسیر حقیقی ہے قرآن کہتا ہے:

ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْاعَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ

مراتب تعلیم

چار فرائض بتاتے ہیں۔ اس وقت میں آپ کو تین ہی بتلاؤں گا۔

ا۔ اللہ کی کتاب کی آیات کی تلاوت، یہ تصحیح الفاظ ہے کتاب اللہ کے الفاظ کو رسول ﷺ نے صحیح طور پر انسان کی طرف منتقل کر دیئے۔

۲۔ تعلیم کتاب، یعنی آیات کا کیا مفہوم اور اسکی کیا مراد ہے۔ اللہ کے احکام پر عمل کس طرح ہو گا؟ حضور ﷺ نے کر کے دکھایا۔ یہ سنت ہے جس حکمت سے تعبیر کیا گیا۔ اس کو تعلیم حکمت کہتے ہیں۔

سنت کو حکمت کہنے کیوجہ

حکمت کے بارے میں کسی چیز کا ٹھوس ہونا داخل ہے جب کوئی خیال اور نظریہ عمل کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ تو اس کا وجود مستحکم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کتاب اللہ نے جو اصول دیئے ہیں وہ حضور ﷺ کے اعمال کی شکل میں متشکل ہو کر ٹھوس، مضبوط اور مستحکم ہو جاتے ہیں اسلئے حکمت کہلاتے ہیں۔ پس معانی اور مرادات ربانی کی وضاحت تعلیم کتاب ہے اور احکام الٰہی پر عمل کی ایک سنت قائم کر دینا تعلیم حکمت ہے۔ پس معلم کتاب حضور ﷺ ہیں۔ اس لئے کوئی مفسر اپنی تفسیر میں اور کوئی فقیہ اپنے تفقہ میں حدیث سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے حدیث اساس دین ہے قرآن کی تفسیر حدیث سے بے نیاز ہو کر مسائل و احکام کا استنباط حدیث سے بے نیاز ہو کر نہیں ہو سکتا۔

علم حدیث کو آخر میں پڑھانے کی وجہ

اسی لئے یوں کہہ سکتے ہیں کہ علم حدیث علوم میں سے وہ علم ہے جس میں ضرورت ہر علم کی مہارت کی پڑتی ہے اگر کوئی شخص تفقہ کے اصولوں سے واقف نہیں، علوم عربیہ سے آشنا نہیں، نحو و صرف کے اصول نہیں جانتا اور اسالیب

کلام سے بے بہرہ ہے۔ وہ حدیث میں کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی لئے ہمارے اکابر اور بزرگوں کا طریقہ یہ رہا ہے کہ تمام علوم کو پڑھا دینے کے بعد حدیث پڑھاتے ہیں۔

● حدیث کی تعریف

قولِ رسول ﷺ، عملِ رسول ﷺ اور تقریرِ رسول ﷺ کو حدیث کہتے ہیں۔

● علم حدیث کو آخر میں پڑھانے کی وجہ

حضور ﷺ کی موجودگی میں کوئی عمل کیا گیا اور آپ کی واقفیت میں کیا گیا لیکن حضور اقدس ﷺ نے نہ روکا اور نہ اس کا حکم کیا۔ یوں سمجھئے گویا اس کو بر قرار رکھا۔ اسلئے وہ تقریر رسول ﷺ ہے ویسے حدیث کے مفہوم میں عموم بھی پیدا کرتے ہیں اور آثارِ صحابہؓ کو بھی بعض اوقات حدیث میں شامل کر لیتے ہیں جیسا کہ امام مالک نے اپنی کتاب موطا میں کیا ہے۔ اسی اعتبار سے کتابوں کی مختلف قسمیں ہو گئیں۔

● کتاب کا نام اور وجہ تسمیہ

امام بخاریؒ نے اس کتاب کے نام میں پہلا جز، **"الجامع"** رکھا ہے جامع کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ یہ کتاب جملہ اقسام حدیث پر مشتمل ہے۔ اس سے ہٹ کر ابوداؤد کی کتاب **"سُنن"** ہے۔ یعنی صرف ابواب فقہ سے متعلق جو احادیث ہیں وہ وہاں ذکر کی گئی ہیں۔ لیکن امام بخاریؒ کی کتاب جامع ہے، اس میں تمام ابواب بشمول ابواب فقہ تمام قسم کی احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ چاہے اس کا تعلق ایمانیات سے ہو چاہے وہ سنن سے متعلق ہو یا تاریخ و مغازی سے متعلق ہو

اس میں آپ کو عقائد، کتاب الایمان، قرآن کی تفسیر، فقہ میں طہارت سے لیکر موت تک تمام معاملے ملیں گے پس عبادات ہوں یا معاملات، تاریخ ہو یا ایمان و عقائد کی باتیں جملہ ابواب زندگی اور ابواب دین کو یہ علم حدیث جامع ہوتا ہے۔ اس لئے ہمارے بزرگ علم حدیث کو سب سے آخر میں پڑھاتے رہے ہیں۔

● کتاب کا نام

کتاب کا نام صرف جامع ہی نہیں بلکہ اسکے نام کا ایک جز" **المسند**" بھی ہے۔ یعنی وہ مرفوع احادیث جنکی اسناد حضور اقدس ﷺ تک پہنچتی ہیں امام بخاریؒ نے ان احادیث کا احاطہ فرمایا ہے۔ آثارِ صحابہ کو موید اور متابع کی حیثیت سے **ترجمة الباب** میں کبھی ذکر کر دیا ہو تو کر دیا ہو لیکن اصل کتاب میں اس بات کی رعایت رکھی ہیکہ مسند احادیث ہوں نہ اس میں انقطاع ہو نہ ارسال ہو نہ وقف ہو۔ تو نہ موقوفات نہ مراسیل نہ منقطع بلکہ مسند احادیث کو ذکر کیا گیا ہو۔ اس میں قولِ رسول ﷺ بھی ہے عمل رسول ﷺ بھی ہے، تقریر رسول ﷺ بھی ہے ایام رسول ﷺ بھی ہے ایام سے مراد تاریخ ہے، جس کو آپ کتاب المغازی میں پڑھیں گے انشاء اللہ۔

● حدیث کے لکھنے کی پہلے ممانعت پھر اجازت

یہ بات آپ کے ذہن میں رہنی چاہئے کہ حضور اقدس جناب محمد ﷺ کی احادیث ابتدائی عہد میں لکھی نہیں جاتی تھیں بلکہ بعض لوگوں نے لکھنا چاہا تو حضور اقدس ﷺ نے منع فرما دیا جیسا کہ مسلم میں حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت میں پڑھیں گے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میری باتیں آپ لوگ لکھا نہ کریں۔

اس میں بڑی مصلحت تھی کہ قرآن کے ساتھ احادیث نبویہ کا خلط ملط نہ

ہو جائے۔ جیسا کہ پچھلی اُمتوں میں ہوا کہ اللہ کیطرف سے اتری ہوئی کتاب اور نبی کے اقوال بلکہ بعض اوقات اولیا اور بزرگوں کے اقوال بھی لوگوں نے محفوظ کر لئے اسطرح وحی الٰہی محفوظ نہیں رہی۔ اسلئے حضور ﷺ نے ابتداء منع فرمادیا لیکن حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ بعد کو حضور اقدس ﷺ نے اجازت دیدی۔ اس سلسلے میں یہ حدیث خاص کر آپ کو یاد رکھنی چاہیئے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر بن العاصؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بعض اوقات ناراضگی میں ہوتے ہیں یا کسی اور خاص کیفیت میں ہوتے ہیں تو کیا میں آپ کی ہر وقت کی سب ہی باتیں لکھ لیا کروں؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں! سب ہی باتیں لکھ لیا کرو میں چاہے حالتِ رضا میں ہوں یا غضب میں۔ ہر حال میں وہی بات کہتا ہوں جو اللہ کی طرف سے میرے پاس آتی ہے یعنی حضور اقدس ﷺ کا کوئی ارشاد کسی بھی کیفیت میں ہو وہ اللہ ہی کے حکم پر مبنی ہوا کرتا ہے۔ اسی لئے ہر حدیث رسول حجت ہے چاہے آپ نے حالتِ رضا میں فرمائی ہو یا حالتِ غضب میں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاصؓ نے ان حدیثوں کو لکھا ہے اور بھی بعض بزرگوں سے عہد نبوی میں کتابت حدیث ثابت ہے اس سلسلے میں بعض رسالے موجود ہیں۔ ندوۃ المصنفین دہلی سے شائع ہونے والی مولانا منت اللہ رحمانی مدظلہ کی ایک کتاب، کتابتِ حدیث ملاحظہ فرمالیجئے گا جس میں آپ کو پوری تاریخ مل جائیگی کہ حدیثیں کب کب اور کس طرح لکھی گئیں۔

- صحیفہ ہمام ابنِ منبہؒ

اس سلسلہ میں خود حیدر آباد شہر کے ایک بڑے محقق ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے صحیفہ ہمام ابنِ منبہ کو شائع کر کے ایک بڑا انقلابی کام کیا ہے اور

ہمارے لئے ان کتابوں کی صداقت پر اتنا بڑا ثبوت فراہم فرمایا ہے کہ وہی حدیثیں جو صحیفہ ہمام ابن منبہ میں موجود ہیں جو اُس دور کی جمع شدہ ہیں امام بخاریؒ نے دو سو برس بعد سنداً عن سند سینہ بہ سینہ روایت کو سن کر اس حدیث کو لکھا، ان دونوں کو ملا کر دیکھئے الفاظ میں کوئی فرق نہیں پائیں گے یہ واضح ثبوت ہے اس بات کا کہ محدثین نے احادیث کے تحفظ میں غیر معمولی جدوجہد فرمائی ہے اور دو سو برس تک مختلف سینوں اور زبانوں سے گزر کر بھی ان احادیث میں کہیں پر کوئی فرق نہیں پڑا آج کے دور میں لوگوں کو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی لیکن جس دور کا یہ تذکرہ ہے اس دور کا حافظہ بہت قوی تھا۔ یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انسان میں فطرتاً جو قوتیں ودیعت ہیں اگر ان کا صحیح استعمال ہو تو جلا پاتی ہیں اور استعمال چھوڑ دیں تو آہستہ آہستہ مضمحل پڑ جاتی ہیں۔

- ابنِ شہاب زہریؒ کا حافظہ:

حضرت ابنِ شہاب زہریؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ بازار اس واسطے نہیں جاتے تھے کہ اُن کی مصیبت یہ تھی کہ جو بات ایک بار کان میں پڑ جائے انہیں زبانی یاد ہو جایا کرتی تھی اور اس ڈر سے بازار نہیں جاتے تھے کہ بازار کی لغویات میرے حافظہ میں محفوظ ہو جائینگی۔

سینکڑوں اشعار کا ایک ایک قصیدہ ایک شاعر نے کہا وہ ایک عرب بچے کی زبان پر چڑھ جاتا اور پورے ملک میں پھیل جاتا تھا اور اُن کے لئے یہ کوئی بڑی بات نہ تھی۔

- حضرت علیؓ کی علمی رفعت

آپ کا حافظہ انتہائی درجہ قوی تھا۔ کتابوں پر بھروسہ نہیں فرماتے تھے غالباً حضرت علیؓ ہی کا شعر ہے۔

عِلْمِیْ مَعِیْ حَیْثُمَا سِرْتُ مَعِیْ
بَطْنِیْ وِعَاءٌ لَهُ لَا بَطْنُ صَنْدُوْقِیْ

یعنی میرا علم میرے ساتھ ہے جہاں میں چلتا ہوں میرے ساتھ رہتا ہے
۔ میرا باطن میرا ذہن میرے علم کا ظرف ہے، میرے صندوق کا بطن نہیں ہے۔
خصوصیت کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کے اقوال و ارشادات کے تحفظ کیلئے ہر
وقت بیدار رہا کرتے تھے اور ذہن کو بیدار رکھا کرتے تھے۔

● انتہائی احتیاط

مختلف محدثین کے واقعات میں آپ نے پڑھا ہو گا کہ صرف ایک لفظ کی
تصحیح کیلئے یہ لفظ ایسے ہے یا ویسے ہے، ایک صاحب اس کی تحقیق کی اہمیت کا عملی
ثبوت دیتے ہوئے طویل مسافت طے کر کے مدینہ منورہ سے مصر اصل راوی
کے پاس پہنچتے ہیں۔ جہاں اُنہیں تھوڑا سا شک ہوا تو دو دو تین تین الفاظ **او ، او**
کر کے آپ پڑھیں گے کہ حضور ﷺ نے یہ کہا یا یہ کہا یا یہ کہا اُنہوں نے اپنے
حافظے کی کمی کو چھپایا نہیں!

یہ محترم متقی اتنے دقیقہ رس تھے کہ ان معاملات میں ذرہ برابر بھی بے
احتیاطی کو حرام جانتے تھے ...... اور ہر وقت اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ ارشادِ
رسول ﷺ تھا۔

مَنْ كَذَبَ عَلَىَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔ کہ
جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر کوئی بات گھڑی اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ تو جناب
اسطرح احادیث کی حفاظت ہوئی اور لفظاً لفظاً ہوئی اب رہا یہ کہ احادیث کے
مختلف مدارج مقرر ہیں اور پھر ہر مصنف کا اپنا اپنا ذوق ہے۔

پہلے مدون

سب سے پہلے ابنِ شہاب زہریؒ نے کتاب لکھی ربیع ابن صبیح سعید بن ابی عروبہ ، امام مالک ،ابن جریج اور سفیان ثوری، مختلف شہروں میں جن جن بزرگوں کو جو حدیثیں ملیں اُنہوں نے اُن کا مجموعہ تیار کیا۔

کتابِ حدیث عہد نبوی میں :

اصل کتابت حدیث جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا عہد نبوی میں ثابت ہے۔ لیکن تدوین کا کام، جمع و ترتیب احادیث کا کام ابن شہاب زہریؒ نے کیا۔ اسی لئے لوگ کہتے ہیں **اَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ اِبْنُ شِهَاب الزُّهْرِی** یعنی سب سے پہلے مدون ابنِ شہاب زہریؒ ہیں، اس عہد میں ربیع ابن صبیح بھی ہیں اور سعیدؒ بن ابی عروبہ بھی۔

کہا جاتا ہے کہ ربیع ابن صبیحؒ ایک جہاد میں ہندوستان تشریف لائے اور ساحل گجرات پر مدفون بھی ہیں۔ ان کے بعد فوراً جو عہد آتا ہے۔ اس میں امام مالکؒ نے مدینہ میں، سفیان ثوریؒ نے کوفہ میں اور ابن جریجؒ نے مکہ میں، اس طرح مختلف شہروں میں جو علماء و رواۃ رہا کرتے تھے وہاں انہوں نے احادیث کو اکٹھا کیا لیکن فنی تہذیب نہیں ہوئی تھی۔

تدوین :

کسی فن کی تدوین کا مطلب ہوتا ہے معلومات کی تہذیب دنیا کی تاریخ یہ کہتی ہے کہ جتنے علوم ہیں پہلے ان میں جو معلومات آئی ہیں بلا تہذیب انہیں صرف اکٹھا کیا گیا تو پہلا دور جمع کا آتا ہے پھر ترتیب کا اور تہذیب کا۔ یعنی اولاً تو انہیں چھانٹ چھانٹ کر مختلف ابواب میں منقسم کرنا پھر ان میں کونسی معلومات

کس درجے کی ہیں ان کی تنقیح کرنا۔ تو نقد تہذیب اور تنقیح کا کام بعد میں ہوا کرتا ہے۔

امام مالکؒ کی موطا میں مرفوع احادیث کے ساتھ ساتھ دوسری احادیث بھی جمع ہیں۔ آثار صحابہ بھی ہیں، آثار تابعین بھی ہیں دیگر بہت سی چیزیں بھی ہیں۔

● امام بخاریؒ کا فنی امتیاز اور مدارج رواۃ :

امام بخاریؒ نے جو سب سے بڑا کام کیا وہ یہ ہے کہ ایک تو احادیث کو فنی ترتیب دیدی۔ دوسرا کام یہ کیا کہ بہ اعتبار سند احادیث کے مدارج مقرر کئے اور جو اعلیٰ ترین درجہ ہو سکتا تھا اُس کو اپنے لئے منتخب فرمایا جو مشکل ترین بھی تھا ،رواۃ کی صورت یوں ہے کہ ایک راوی شیخ سے ایک حدیث نقل کرتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔

جو راوی حدیث کو نقل کرتا ہے وہ ضبط واتقان کے اعتبار سے کامل درجہ کا ہے اور ظاہر ہے کہ ضبط واتقان، فکر، حفظ، فہم اور سمجھ وغیرہ، یہ اضافی چیزیں ہیں جس طرح کسی کو ۱۰۰ر نمبر دے سکتے ہیں کسی کو تیس سے بھی نیچے ہوں اور اس کا سوال نہیں یعنی جو پاس نمبر بھی نہیں لا سکتے ان کو تو چھوڑ دیجیے لیکن جو پاس نمبر لاتے ہیں ان میں مختلف مدارج ہیں کوئی ۳۰ر کوئی ۴۰ر کوئی ۵۰ر کوئی ۷۰ر کوئی ۸۰ر اور کوئی ۹۰ر کا مستحق ہوتا ہے۔ اس طرح روایت کی ان کی اپنی حیثیات کے درجات ہیں۔

امام بخاریؒ نے پہلی بات یہ دیکھی کہ راوی ضابط و متقن ہے کہ نہیں دوسری صفت یہ دیکھی گئی کہ وہ راوی اپنے شیخ کے ساتھ کتنے دن رہا (آج اگر ہم

آپ سے یہ کہیں کہ دوستو! دورۂ حدیث دو سال میں پڑھو، آپ ناراض ہو کر بھاگ جائیں گے کہ صاحب میری عمر اتنی فاضل ہے؟) لیکن آپ کو معلوم ہے کہ دس دس پندرہ پندرہ برس اساتذہ کے ساتھ گزارے ہیں۔

پہلا درجہ : ضابط و متقن ہوں اور زیادہ مدت اپنے شیخ کے ساتھ گزاری ہو۔ یعنی کثیر الملازمت ہوں۔

دوسرا درجہ: یہ ہے کہ ضابط و متقن تو ہیں لیکن شیخ کے ساتھ بہت زیادہ دن نہیں رہے

تیسرا درجہ: یہ ہے کہ شیخ کے ساتھ بہت دن رہے لیکن ضبط و اتقان میں کمی ہے۔

چوتھا درجہ: یہ ہے کہ ضبط و اتقان میں بھی پہلے درجے کے مقابلے میں کمی ہے اور شیخ کے ساتھ کثیر الملازمت بھی نہیں۔ لیکن ان میں کوئی اور حرج عیب اور علت نہیں ہے۔

پانچواں درجہ : یہ ہے کہ ضبط و اتقان میں بھی کمی ہے شیخ کے ساتھ کثیر الملازمت بھی نہیں اور ان میں حرج عیب و علت کی بہت سی باتیں بھی ہیں۔ یہ پانچ مدارج ہوئے۔

● امتیازِ خاص :

امام بخاریؒ نمبر ایک کی حدیث پابندی کے ساتھ لیتے ہیں۔ یعنی جس راوی میں ضبط و اتقان بھی ہو اور شیخ کے ساتھ کثیر الملازمت بھی ہو۔ اگر کسی باب میں اُن کو ایسے راوی کی حدیث نہیں ملتی ہے تو وہ مجبوراً اترتے ہیں اور دوسرے درجے کی حدیث لے لیتے ہیں۔ اور تنزل اختیار فرماتے ہیں۔ یہ امام

بخاریؒ کا اصول ٹھیرا جو مذکور ہوا۔

امام مسلمؒ پہلے اور دوسرے درجے کی حدیثیں بے تکلف لے لیتے ہیں اور اگر کسی باب میں پہلے اور دوسرے درجہ کی حدیث نہ ملے تو وہ مجبوراً تیسرے درجے پر اترتے ہیں۔

امام ابوداوٗدؒ تینوں درجے کی حدیثیں لے لیتے ہیں چوتھے درجے میں مجبوری میں اترتے ہیں یہ ترتیب ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جہاں تک تعلق امام بخاریؒ کا ہے ان کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ایک راوی کی دوسرے راوی سے روایت اس حال میں قبول کرتے ہیں جبکہ راوی ضابط و متقن ہو اور شیخ کے ساتھ کثیر الملازمت بھی مجبوراً درجہ دوم کو قبول کرتے ہیں۔ مگر یاد رکھئے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس سے کم درجے کی جو احادیث ہیں وہ معتبر نہیں۔

● امام بخاریؒ کا معیار انتخاب:

منتخب امام بخاریؒ نے اپنے لئے انتہائی اعلیٰ درجے کا معیار مقرر فرمایا ہے۔ اتنی سختی کسی اور نے نہیں کی۔ اس معیار کو مقرر کرنے سے امام بخاریؒ کو بعض دفعہ پریشانی بھی ہوئی ہے اس میں آپ بہت سے ابواب ایسے دیکھیں گے کہ امام بخاریؒ باب کا عنوان تو قائم فرمادیتے ہیں لیکن کوئی حدیث نہیں لکھتے ایک آیت لکھ کر آگے بڑھ جاتے ہیں یا کوئی قولِ متعلق تحریر فرمادیتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بطور خود ایک سخت معیار مقرر کرلیا ہے۔ اُنکے اس معیار پر اس باب میں کوئی حدیث فراہم نہ ہو سکی۔ اور اپنے اصول پر سختی سے پابندی کیوجہ سے انہوں نے دوسری حدیث وہاں نہیں لکھی یہی بنیاد ہے کہ اس کتاب کو "**اصح الکتب**"

کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رہنی چاہئے جو حدیث اس کتاب میں ہے وہ بیشک صحیح ہے۔ لیکن یہ سمجھنا کہ ساری صحیح حدیثیں بخاری اور مسلم ہی میں آگئی ہیں صحیح نہیں! امام بخاریؒ نے ۶/ لاکھ حدیثوں میں سے کوئی ۱۰/ ہزار حدیثیں منتخب فرمائی ہیں

● تنبیہ : بہت سی حدیثیں جو سند کے اعتبار سے بخاری کی سند کے معیار پر اُتر سکتی ہیں ممکن ہے دوسری جگہ آپ کو ملیں لیکن امام بخاریؒ نے کسی وجہ سے اسے نہ لیا ہو تو اُن کا کسی حدیث کا ذکر نہ کرنا اس کے کمزور ضعیف ہونے کی دلیل نہیں، ہاں! امام بخاریؒ کا کسی حدیث کا ذکر کر دینا اس حدیث کے صحیح ہونے کی بیشک دلیل ہے۔ پس امام بخاریؒ نے ایک عظیم الشان کارنامہ انجام دیا کہ صحیح احادیث کا اتنا بڑا مجموعہ اکھٹا کر دیا۔

● صحیح لغوی یا اصطلاحی:

یاد رکھئے کہ جب ہم صحیح بول رہے ہیں تو مدرسہ میں بول رہے ہیں اس "**صحیح**" کے مقابلے میں "**غلط**" نہیں ہے صحیح کے مقابلے میں "**حسن**" ہو سکتا ہے، "**غریب**" ہو سکتا ہے اور کوئی درجہ ہو سکتا ہے۔ عام طور پر جب عوام کے سامنے یہ بات آتی ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے تو بے چارے یہ سمجھتے ہیں کہ پھر تو غلط ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں! طرفہ تماشا عوام تو کیا بد قسمتی سے ہمارے پاس علم کا معیار اتنا گر چکا ہے کہ بعض اوقات ہمارے فارغ طلبہ بھی اس واضح فرق کو نہیں سمجھ پاتے کہ یہاں صحیح سے مراد صحیح لغوی نہیں بلکہ صحیح اصطلاحی ہے جو اصول حدیث کی ایک معروف اصطلاح ہے اس طرح احادیث کا یہ مجموعہ موجود ہے جو جامع بھی ہے اور مسند بھی۔

● مختصر سوانح امام بخاریؒ :

حضرت امام بخاریؒ بخارا میں پیدا ہوئے حضور اقدس ﷺ کی ہجرت کے ۱۹۴سال بعد اور حضور اقدس ﷺ کی وفات کے ۱۸۴سال بعد ۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام محمد کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ کے والد کا نام اسمٰعیل ہے۔ دادا کا نام ابراہیم پردادا کا نام مغیرہ ہے اور مغیرہ کے والد کا نام بردزبہ ہے جو فارسی النسل ہیں مجوسی مذہب رکھتے تھے۔ ان کے بیٹے مغیرہ نے سب سے پہلے گورنر بخارا یمان جعفی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اصولی بات ہے کہ جو جس کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا ہے وہ اُسی خاندان کا کہلاتا ہے۔ اسے کوئی نیا خاندان تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ امام بخاریؒ کا خاندان کوئی قدیم الاسلام خاندان نہیں بلکہ امام بخاریؒ کے پردادا مغیرہ اسلام لائے۔ ان کے دادا ابراہیم کیا کرتے تھے اس بارے میں تاریخ میں کوئی وضاحت نہیں ملتی لیکن بخاریؒ کے والد اسمٰعیل بڑے محدث گزرے ہیں۔ ثقہ ہیں، ثبت ہیں اُن کی مرویات کا علم حدیث میں خاص درجہ ہے۔

● بچپن اور تعلیم :

امام بخاریؒ ابھی چھوٹے تھے کہ والد کے سایہ سے محروم ہوگئے۔ اللہ نے بھی یہ عجیب بات مقرر کر رکھی ہے کہ ساری فضیلتیں یتیموں کو دیدیا کرتے ہیں۔ آپ کی ماں آپ کیلئے بہت فکر مند تھیں۔ اُن کو ایک مکتب میں داخل کردیا۔ ضروری علومِ فقہ سے یہ دس یا پندرہ برس کی عمر میں فارغ ہوئے۔

● اساتذہ :

اسکے بعد اُنہوں نے علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا ان کے اساتذہ، ہزار

بارہ سو، تیرہ سو اور ساڑھے تیرہ سو تک بتائے جاتے ہیں۔ لیکن شاگرد پر کسی خاص استاد کا رنگ غالب ہوتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ پر اُن کے مشہور استاد اسحٰق بن راھویہ اور علی بن المدینی اور دو اساتذہ کا خاص رنگ طاری تھا۔

● طلبِ علم کے لئے آپ کا سفر :

علم حدیث کی طلب میں آپ مکۂ مکرمہ تشریف لے گئے عرصہ تک وہاں رہے۔ مدینہ، کوفہ، بصرہ اور شام گئے جہاں جہاں علم حدیث مل سکتا تھا اُن شیوخ کے پاس جاتے رہے، علم سیکھتے رہے۔

● ثلاثیات بخاریؒ :

امام بخاریؒ کو بہت زیادہ فخر ہے اُن بائیس حدیثوں پر جن میں ان کے درمیان اور جناب رسول اللہ ﷺ کے درمیان صرف تین واسطے ہیں ثلاثیات بخاری، بائیس حدیثیں ایسی ہیں جو عالی سند اساتذہ سے حاصل کی ہیں۔ بہر حال اس طرح شہروں شہروں اور ملکوں ملکوں گھوم کر آپ نے حدیث کا علم حاصل کیا

● امام بخاریؒ کا حافظہ اور دلچسپ واقعہ :

امام بخاریؒ حافظے میں غیر معمولی ممتاز ہیں حدیث میں سب سے مشکل کام متن یاد کرنا نہیں بلکہ سند یاد رکھنا ہے اس میں اتنی متشابہات ہیں کہ آدمی قرآن کے متشابہات کو بھول جائے۔ ایک ہی نام کے ہزاروں راوی ہیں کسی میں کنیت سے فرق آتا ہے، کسی میں ولدیت سے فرق آتا ہے، کسی میں شہر اور سکونت سے، ان تمام فروق کو یاد رکھنا کہ کس راوی کی کیا ولدیت ہے ؟ کس راوی کی کیا سکونت ہے ؟کس راوی کی کیا کنیت ہے ؟ پھر کوئی راوی اپنے استاد سے پہچانا جاتا ہے اور کوئی راوی اپنے شاگرد سے پہچانا جاتا ہے ان سارے فروق کے

ساتھ امام بخاریؒ کو ساری حدیثیں یاد تھیں۔ یہ لکھتے نہیں تھے۔

اپنے استاد کی محفل میں چالیس دن تک مسلسل چپ چاپ بیٹھے رہے استاد روزانہ سینکڑوں حدیثیں سناتے رہے، دوسرے ساتھی لکھتے رہے اور ان کا مذاق اڑاتے رہے کہ بخاری تم وقت ضائع کررہے ہو۔ ہم لکھ رہے ہیں تم کچھ نہیں لکھ رہے ہو۔

چالیسویں دن پوچھا کہ تم لوگوں نے کیا لکھا ہے سارا بتاؤ تو سہی۔ اس کے بعد امام بخاریؒ نے چالیس دن کی پڑھی ہوئی بے شمار احادیث و روایات زبانی سنادیں۔ سب حیران رہ گئے۔ پھر تمام طلبہ نے بعد میں اپنی کاپیاں امام بخاریؒ کے حافظے سے ملانا شروع کر دیں۔ یہ ان کی قوت حافظہ کا حال تھا۔

● امام بخاریؒ کا خواب اور اس کی تعبیر:

امام بخاریؒ نے ایک خواب دیکھا میں اور حضور اقدس ﷺ تشریف فرما ہیں مکھیاں حضور اقدس ﷺ کی طرف بڑھنا چاہتی ہیں میں پنکھے سے اُن مکھیوں کو حضورِ اقدس ﷺ سے دور کررہا ہوں۔ بزرگوں نے تعبیر بتائی کہ تم حدیث رسول اللہ ﷺ سے غلط لوگوں کی ملائی ہوئی باتوں کو چھانٹ کر الگ کرنے کا فریضہ انجام دوگے۔

موضوعات گویا مکھیاں ہیں جو کلام رسول ﷺ کے ساتھ مل جانا چاہتی ہیں، انکو بخاری پنکھا لے کر جھاڑ رہے ہیں۔ اور اقوالِ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت فرمارہے ہیں۔

● آپ کا تقوی اور کتاب کی مقبولیت :

امام بخاریؒ اپنے علم ہی کی بنیاد پر نہیں اپنے تقویٰ، زہد اور بہت سی خوبیوں

کی بنیاد پر ممتاز ہیں۔ امام بخاریؒ نے کتاب اس طرح لکھی کہ غسل فرمایا وضو فرمایا دو رکعت نماز پڑھی ایک حدیث لکھی۔ اس کتاب کی ہر حدیث اس طرح لکھی گئی ۔ اور بسا اوقات مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھ کر لکھی گئی۔ اس کے تقدس کا اندازہ لگائیے اگر اس کو پڑھ کر دعا کریں اور اس کی برکات ظاہر ہوں اور دعائیں قبول ہوں تو کیا تعجب ہے ؟

● دیانت داری :

امام بخاریؒ صرف صاحب علم ہی نہیں تھے صاحب دیانت و تقویٰ بھی تھے صاحب جرأت اور با ضمیر بھی تھے۔ تقویٰ کیا ہے ؟ گناہوں سے بچنا، شبہات سے بچنا آپ حضرات نے بیضاوی پڑھی ہوگی تو مدارج تقویٰ بھی پڑھے ہونگے۔ کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ ایک شخص کے ہاتھ اپنا کوئی گھر یا زمین بیچی نہیں ابھی بات کی۔ اس شخص نے کہا دس ہزار درھم دوں گا آپ نے کہا ٹھیک ہے کل بتاؤں گا۔ امام صاحبؒ کے دل میں بات آئی کہ دام مناسب ہیں ٹھیک ہے کل اسے دیدینا چاہئے۔ لیکن آپ نے نہ زبان دی تھی نہ وعدہ کیا تھا نہ اس کے ایجاب کو قبول کیا تھا۔ دوسرے دن صبح دوسرے شخص نے ۲۰/ ہزار اور تیسرے شخص نے ۳۰/ ہزار کا پیشکش کیا۔ مگر امام بخاریؒ نے اس مبیع کو دس ہزار والے کے ہاتھ بیچ دیا ۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں ؟ آپ نے نہ قبول کیا تھا نہ وعدہ دیا تھا نہ زبان دی تھی۔ نہ بات طے تھی تو آپ نے فرمایا کہ میرے دل میں یہ بات آگئی تھی کہ دام مناسب ہے نکالنا چاہئے اب مجھے ڈر لگتا ہے کہ اللہ اگر میرے دل پر محاسبہ کرلے گا تو میں کل کیا جواب دوں گا اس لئے میں نے اسی کو بیچ دیا ۔

میرے عزیزو! میں یہ نہیں کہتا کہ اس پر ہم سے اور آپ سے عمل ہو سکتا

ہے یا نہیں۔ لیکن امام بخاریؒ کے قلب کی حساسیت، ان کے ضمیر کی بیداری اور خوف الٰہی کے اس غلبے کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ اللہ کے محاسبے کے خوف سے ہزاروں ہزار کے مالی نفع کو چھوڑ دیتے ہیں۔

اور جب امام بخاریؒ کے اقبال کا سورج چمکا اور ساری دنیا سے لوگ ان کے پاس آنے لگے چار چار ہزار شاگرد ایک بار ان کے درس میں شریک ہونے لگے ، بخارا شہر کے لوگوں نے ان کو بہت زیادہ خوش آمدید کہا ۔

● والیٔ بخارا کا فرمان اور امام بخاریؒ کی حق گوئی

امام بخاریؒ ہزاروں شاگردوں کو اپنے گھر پر پڑھانے لگے۔ ایک مرتبہ والئی بخارا نے ایک خبر بھیجی کہ امام بخاریؒ میرے گھر آکر میرے بیٹے کو حدیث پڑھا دیا کریں۔ یا میرا بیٹا اُن کے گھر جائے گا لیکن اس کی خصوصی کلاس لیں، عام لوگوں میں بٹھا کر نہ پڑھائیں۔ (آپ کیلئے باعثِ عبرت ہے یہ بات۔ اللہ نے چاہا تو آپ شعبان میں عالم ہو جائیں گے لیکن خبردار! علم کو کبھی بے عزت نہ ہونے دو۔ یہی اسلاف ہمارے لئے نمونہ ہیں)۔

امام بخاریؒ نے کہا والئی بخارا سے جا کر کہدو **"اِنِّیْ لَا اُذَلِّلُ الْعِلْمَ"** علم کے طالب کو یہاں آنا ہے میں ان کے دروازے پر جا کر علم کو ذلیل نہیں کروں گا۔ رہا یہ کہ میں اُن کے بیٹے کیلئے الگ کلاس کا انتظام کروں، یہ بھی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ "کتمان علم" ہوگا۔ جس وقت میں ان کے بیٹے کو پڑھاؤں گا ۔ دوسرے پڑھنے والوں کو روکوں گا، یہ علم کو چھپانا ہوا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا **"مَنْ کَتَمَ عِلْمًا اُلْجِمَ بِلِجَامِ النَّارِ"** کہ جو علم کو چھپائے گا اُسے

آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ میں نہ کتمانِ علم کا مجرم بن سکتا ہوں اور نہ تذلیل علم کا گناہ کر سکتا ہوں۔ اس لئے مجھے یہ گوارہ نہیں کہ وہاں جا کر کتاب پڑھاؤں یا اُنہیں یہاں بلا کر علحدہ پڑھاؤں۔ جہاں سب طلبہ بیٹھ کر علم حاصل کرتے ہیں وہاں وہ بھی میرے شاگردوں کے ساتھ آکر پڑھ سکتے ہیں۔ امام بخاریؒ پر ظلم کیا گیا۔ اُنہیں ذلیل کر کے جلاوطن کیا گیا اور اسی غم میں امام بخاریؒ کی جان بھی گئی۔

● محاسبہ کا خوف :

امام بخاریؒ قرطنک نامی قصبہ میں تشریف فرما تھے جو سمر قند کے قریب ہے محاسبے کے خوف کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ علامہ فربریؒ جن کے واسطے سے یہ کتاب تم پڑھنے کے لائق ہو وہ کہتے ہیں میں نے امام بخاریؒ کو دیکھا لکھتے تھے پھر آنکھ کھل جاتی پھر فوری اٹھتے کچھ لکھتے۔ اس طرح اُن کی بے چینی کو دیکھا تو کہا آپ اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں ؟ صبح اٹھ کر لکھ لیجئے گا امام بخاریؒ فرماتے تھے مجھے اس بات کا اندیشہ لگتا ہے کہ اگر رات کو میرا انتقال ہو گیا اور یہ حدیث میرے سینے میں محفوظ چلی گئی تو آنے والی اُمت قول رسولؐ اور حدیث رسولؐ سے محروم رہ جائیگی اور عنداللہ اس کی ذمہ داری میرے اوپر ہو گی اس لئے جب بھی جو بات یاد آجاتی ہے رات رات بھر جاگ کر بار بار اُٹھ کر لکھ لیا کرتا ہوں۔

● کتاب کا امتیازِ معنوی :

اس کتاب کا معنوی امتیاز اس کے تراجم ابواب ہیں ہر باب کا عنوان جو مقرر فرمایا ہے وہ اُن کی انتہا درجہ کی ذہانت کمال اور قوت اجتہاد کا پتہ دیتے ہیں۔

● امام بخاریؒ کا علمی مقام :

اس لئے اس کتاب کے پڑھتے وقت طالب علم اور عالم دونوں ہی کو ایک

مشکل یہ ہوتی ہے کہ احادیث کے بہتیرے ٹکڑے ہوگئے ہیں۔ایک حدیث کا بیسیوں جگہ ذکر کرنا پڑا ہے۔اور کسی جگہ آپ کو یہ بات نہ ملے گی مثلاً ایک حدیث سے دس مسائل مستنبط ہوتے اور نکلتے ہیں۔ ہر مسئلہ کا تعلق کسی اور ہی بات سے ہے مثلاً تیمّم کی حدیث ہے۔ کسی واقعۂ جہاد میں وہ واقعہ پیش آیا ہے۔اب ہو سکتا ہے کہ اس خاص واقعہ جہاد میں اس حدیث کو لانا پڑے، باب تیمّم میں بھی اس کو لانا پڑے کوئی اور مسئلہ اس سے مقتبس ہے تو کہیں اور لانا پڑے۔ اس لئے احادیث کی [illegible] احادیث کی تقطیع بھی۔

امام بخاریؒ اتنا ہی ٹکڑا اس حدیث کا بیان کرتے ہیں جتنے ٹکڑے سے ان کو اس خاص باب میں [illegible]ب ہے اور جتنا انہیں استنباط کرنا ہے اتنی دقیق اور باریک بیں نگاہ ہے امام بخاریؒ کی کہ کس طرح کس حدیث سے انہوں نے احکام مستنبط کئے ہیں اس سلسلے میں آپ کو بھی بڑی محنت کرنی پڑے گی اور آپ کے استاد محترم اور شیخ مکرم کو بھی آپ کو سمجھانے میں غیر معمولی محنت کرنی پڑے گی۔ انتہائی درجہ ذکی ورذہین شخص ہیں اور بہت تہہ میں گھس کر موتی نکالتے ہیں اسلئے آپ اگر چاہیں گے کہ آجکل کی رسمی طالب علمی کے ذریعہ بخاری سمجھ لیں تو ممکن نہیں۔

غیر معمولی فہم و بصیرت، ادراک و محنت، راتوں کو جاگنا، توجہ کے ساتھ پڑھنا اور سمجھنا ضروری ہے۔ وہ بھی اگر پہلے سے کچھ پڑھ کر آئے ہونگے تو!! ورنہ پتھر پھوڑنے سے کچھ حاصل نکلنے والا نہیں۔اگر اس کتاب کے ساتھ کچھ تعلق ہے تو انشاء اللہ ضرور فائدہ ہوگا۔ نہیں تو اللہ کے سامنے رُو و اس کی شان سے کیا بعید ہے۔

● بو علی سینا اور سجدہ ریزی :

بو علی سینا کو فلسفہ کی کوئی بات سمجھ میں نہ آتی تو مسجد میں جا کر سجدے میں گر جاتے تھے۔ چار چار، پانچ پانچ دن سجدے میں گرتے تھے۔ فلسفہ کی گتھی سلجھانے کیلئے اللہ تعالیٰ ان کو فہم دیا کرتا تھا بو علی سینا فلسفہ کی گتھی اللہ سے حل کرواتے تھے تم کو تو حدیث پڑھنی ہے۔ اللہ کے سامنے روو گڑگڑاؤ۔۔۔ وہ تو مہربان ہے۔ انشاء اللہ وہ تم کو راستہ دکھائے گا **وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا**۔ اس کے لئے محنت کی ضرورت ہے۔

● اسانید احادیث :

ہم نے اس کتاب کو اپنی ساری نالائقیوں کے باوجود شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے از اول تا آخر پڑھا۔ ان کو شیخ الھند حضرت مولانا محمود الحسنؒ سے، ان کو حجت الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے، ان کو حضرت شاہ محمد عبد الغنی محدث دہلویؒ سے، ان کو حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ سے ان کو مولانا شاہ محمد عبد العزیزؒ سے، ان کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے، حضرت شاہ محمد عبد الغنی صاحبؒ کی سند اعیان الحلی فی اسانید الشیخ عبد الغنی میں علامہ محسن سیوطیؒ نے لکھی ہیں۔

حضرت شاہ ولیؒ اللہ کی سند معروف اور کتابوں میں مذکور ہے حضرت مدنیؒ کو ان کتب حدیث کی اجازت ان تمام محدثین سے بھی ہے جو اس زمانے میں مسجد منورہ میں تھے۔ اس لئے ان کی تحویلات ان کی سند میں مذکور ہیں۔ شیخ الھندؒ کو کچھ عالی سند اور بھی حاصل ہے اس طرح حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو بھی یہ تمام مختلف اسانید جو ہمارے بزرگوں کی ہیں وہ کتابوں میں مذکور ہیں۔

پس آپ یہ کہہ سکتے ہیں جو عبارت میں نے آپ کے سامنے خطبہ میں پڑھی تھی وہ ہمارے شیخ کی عبارت ہے۔ **بِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ مِنَّا** ...... ہم سے جو سند متصل ہوتی ہے امام بخاریؒ تک باتصال سند اس کتاب کو نسلاً بعد نسل ہم نے اپنے شیوخ سے انہوں نے اپنے شیوخ سے اس طرح امام بخاریؒ تک اور امام بخاریؒ سے حضور اقدس ﷺ تک، یہ سلسلہ سند ہے مختصراً اس کو بتایا ہے۔ ساری چیزیں بہت اجمالاً میں نے عرض کی ہیں۔ تفصیل تو آپ کے استاد بتائینگے انشاءاللہ۔

- بات بسملہ کی:

کتاب شروع ہوتی ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے، یہ جھگڑے جو ہمارے مدرسوں میں ہوتے ہیں۔ بسم اللہ کہا الحمد للہ نہیں کہا وغیرہ وغیرہ کافیہ میں بھی آپ نے یہ حجت پڑھی ہوگی۔ میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ حضور ﷺ کے دو طریقے ملتے ہیں خطابت میں اور کتابت میں۔ خطبہ میں خطبہ حمد وثنا ہے۔ اس لئے جس شخص نے حمد نہیں پڑھی تھی اس سے حضور ﷺ نے فرمایا تھا **بِئْسَ الْخَطِيْبُ اَنْتَ** تو خطابت کے اندر جس نے حمد کو ترک کیا اس کو بئس الخطیب کہا۔

لیکن کتابت میں ثبوت ان خطوط سے ملتا ہے جو حضور ﷺ نے شاہ هرقل یا مقوقس مصر یا شاہ حبشہ اور دوسرے لوگوں کو لکھا۔ وہاں بسم اللہ لکھا اور مضمون شروع فرمایا۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ امام بخاریؒ نے بسم اللہ کا جو طریقہ مسنون تھا اس کو اختیار فرمایا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اب رہے دیگر مسائل اور مباحث تو وہ آپ کو استاد بتائینگے۔

● **بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْأُ الْوَحْيِ** :

یہ بہت اہم مسئلہ ہے ...... (چند منٹ رک کر) سمجھئے! یہ **كِتَابُ الْعِلْمُ** ہے۔ امام بخاریؒ اس کا آغاز **بَدْءُ الْوَحْيِ** سے کرتے ہیں۔ کیوں؟۔

● حواس خمسہ ظاہرہ :

ابتدائی علم جس کو انسان حاصل کرتا ہے، آنکھ سے دیکھ کر، کان سے سن کر، ناک سے سونگھ کر، زبان سے چکھ کر اور ہاتھ سے چھو کر، یہ ظاہری پانچ قوتیں آپ کے پاس ہیں۔ جسے حاسہ کہتے ہیں۔ یعنی باصرہ، سامعہ، شامہ، ذائقہ، لامسہ۔

● حواسِ خمسہ باطنہ :

اس کے بعد دوسرا بڑا ذریعہ علم، قوت عاقلہ ہے جس کو دنیا بڑی اہمیت دیتی ہے۔ اور دینا بھی چاہئے کہ یہ بھی اللہ کی ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ انسانی عقل کو آخری درجے میں تسلیم کرلینگے کہ بقیہ حواس باطنہ چاہے وہ ''وہم'' ہو، ''خیال'' ہو ''حافظہ'' ہو اور حس مشترک ہو ان تمام میں مجھے جانا نہیں ہے۔ آپ جانتے ہیں عقل کا کیا کام ہے؟ حواس کا کام ہے احساس جزئیات اور عقل کا کام ہے ادراک کلیات۔ یہ منطق کی باتیں ہیں اس قدر تو جاننا بہت ضروری ہے۔

● حواس کی دھوکہ دہی :

جزئیات؟ کلیات؟ حواس سے جو چیزیں جانی جاتی ہیں وہ جزئیات ہوتی ہیں، آنکھ سے میں نے اس رجسٹر کو دیکھا۔ تم نے کہا اور تمہاری بولی ہم نے سنی یہ

جزئیات ہیں۔ اور انہی جزئیات پر جو اصول مشتمل ہو گا وہ کلیہ کہلائے گا عقل کا کام جزئیات کا ادراک نہیں بلکہ کلیات کا انتزاع ہے۔ پس انسان حواس خمسہ ظاہرہ کے ذریعہ جزئیات کو حاصل کرتا ہے اور عقل انہی جزئیات سے کلیات منتزع کرتی ہے یہی ذریعہ علم ہے۔ اس لئے آج کی دنیا میں سائنس جس کے نام سے مرعوب ہو جاتے ہیں وہ سائنس اپنے تمام نتائج کی بنیاد محسوسات اور مشاہدات پر رکھتی ہے اور عقل کام ہی نہیں کرتی جب تک کہ اس کو جانی ہوئی جزئیات کا ذخیرہ نہ دیا جائے۔

عقل معلومات کو اس طرح ترتیب دیتی ہے کہ وہ کسی مجہول تک پہنچتی ہے ۔ یہی تو منطق ہے جسے آپ نے پڑھا ہے تو عقل کا کام ہے معلومات کو مرتب کر کے مجہولات تک پہنچانا۔ یہ معلومات تجربی ہو سکتے ہیں۔ موجودہ سائنٹیفک عہد میں تجربات پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اس لئے تجربے کے ذریعہ جو علوم جزئیہ حاصل ہوتے ہیں وہی محسوسات ہوتے ہیں ان سے عقل اصول کلیہ منتزع کر لیتی ہیں۔ پس بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ عقل محسوسات اور جزئیات پر بنیاد رکھ کر کلیات کا ادراک کرتی ہے۔

● حواس کے ذریعے حاصل ہونے والا علم قطعی نہیں :

اب دیکھئے کہ کیا حواس خمسہ کے ذریعہ جو علم حاصل ہوتا ہے کہ وہ علم قطعی ہے ؟ دیکھئے آنکھیں یرقانی تھیں، سفید کو زرد دکھاتی تھیں ۔ ایسا کیوں ؟ باصرہ نے آپ کو دھوکہ دیا، بہت سے لوگ ایسے ہیں جن سے آپ کی ملاقات ہوئی ہو اور آپ نے ان سے پوچھا بھائی صاحب خیریت ہے ! جواب دیتے ہیں "بیگن لانے کیلئے بازار گئے تھے، تو کہا کچھ جاتا ہے اور سنا کچھ جاتا ہے ! ایسا کیوں ؟ یہ

اس لئے کہ آپ کو آپ کی قوت سامعہ نے دھوکہ دیا۔ ایک بخار کے مارے ہوئے شخص کی زبان میٹھے کو بھی پھیکا محسوس کرتی ہے اور کبھی پھیکے کو کڑوا محسوس کرتی ہے۔ ایسا کیوں؟ ذائقہ نے آپ کو دھوکا دیا۔

میرا ٹمپریچر فرض کرلو ۹۹ ہے اور آپ کا ۱۰۰ ہے میرا بھی ہاتھ گرم ہے اور آپ کا بھی، لیکن جب آپ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھتے ہیں تو میرا ہاتھ آپ کو ٹھنڈا معلوم ہوتا ہے! کیوں؟ آپ کے لامسہ نے آپ کو دھوکا دیا۔ اس کا درجہ ٔ حرارت میرے درجۂ حرارت سے کم ہے۔ اس لئے وہ کم محسوس کرتا ہے ۔ تو حواس خمسہ سے ظاہر ہونے والی معلومات قطعی نہیں ہیں۔ لہذا ان پر بنیاد رکھ کر عقل جو کلیات منتزع کرلے گی وہ بھی قطعی نہیں ہیں اس لئے انسانی علم میں احتمال غلط برقرار ہے۔ اور اس کائنات میں علم صحیح کا یقینی جو ذریعہ ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ''سر چشمۂ علم'' خالق کائنات ''علیم'' ہے۔ اس کے علم میں خطا کا کبھی کوئی امکان نہیں۔

● عقل خام یا وحی تام:

علیم و خبیر اپنے علم کا جو حصہ اپنے منتخب بندے یا رسول پر نازل فرمادیتا ہے وہ بھی کسی خطا سے مبرا ہوا کرتا ہے لیکن تمام ذرائع انسانی شک سے بالاتر نہیں۔

صرف ایک وحی ربانی تنہا وہ علم ہے جسمیں کہیں بھی شک کا کوئی شائبہ تک نہیں ہے ...... یہ تفسیر ہے **ذَالِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْهِ** کی پس جب آپ یہ کتاب علم پڑھنے جارہے ہیں تو سب سے پہلے اور بنیادی بات یہ ہے کہ ذریعۂ علم کیا ہے؟ یہ جو ہزار صفحات آپ ہمیں پڑھانے جارہے ہیں یہ ہزار صفحات آنکھوں سے دیکھ کر، کانوں سے سن کر حاصل کیا ہوا علم ہے، محسوسات کا علم ہے

عقل خام کا علم ہے یا وحی تام کا علم ہے ؟ عقل انسانی یا وحی تام کا علم ہے ؟

عقل انسانی یا وحیء ربانی

بتایا گیا کہ یہ کتاب جو آگے تم پڑھنے جارہے ہو اس کا ذریعہ علم وحی ربانی ہے عقل انسانی نہیں۔ یہ ہے **بَدْأُ الْوَحْیِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ** باتیں کہنے کی بہت ہیں مگر اجمالاً عرض کرتے ہوئے آگے بڑھ رہا ہوں۔ امام بخاریؒ کا ایک اور امتیاز یہ ہیکہ ابواب حدیث جب وہ قائم کرتے ہیں تو آیات قرآنی سے استدلال کرتے ہیں یہ بات جو میں نے شروع میں آپ سے عرض کی تھی کہ کتاب معلم کے ساتھ آئی ہے۔ اس لئے کتاب **"کِتَابُ اللّٰہِ"** ہے اور تشریح رسول ﷺ تشریح **"معلم"** اس لئے امام بخاریؒ ہر باب کے ساتھ عنوان میں کوئی نہ کوئی مناسب آیت ذکر کردیتے ہیں تاکہ قرآن اور سنت کا ربط بھی ساتھ ساتھ معلوم ہو جائے۔ چنانچہ اس عنوان کو بھی قرآن سے ثابت کیا ہے **اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ اِنَّآ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ کَمَا اَوْحَیْنَآ اِلٰی نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْ بَعْدِہٖ۔**

اے رسول! ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی جیسے کہ ہم نے نوحؑ کے پاس اور نوح کے بعد والے نبیوں کے پاس بھیجی۔

- وحی کی دو خاص قسمیں :

(۱) سیدنا نوحؑ سے پہلے حضرت آدمؑ کے پاس جو وحی آئی اس وحی کا تعلق تشریح سے نہیں تھا۔ اس کا تعلق انسان کی معاش سے تھا۔ کھیتی کیسے کرو۔ پکاؤ کیسے ؟ جسم کیسے ڈھانکو، علاج کیسے کرو؟ انسان کی دی ہوئی معاشی ضروریات کے

بارے میں ہدایات اس طرح بھی حضرت آدمؑ کے پاس آئیں۔

(۲) سیدنا نوحؑ سے وحی تشریعی کا آغاز ہوتا ہے۔ پہلے تشریعی یعنی حضرت نوحؑ ہیں اس لئے اللہ نے فرمایا کہ حضرت نوحؑ کے پاس اور ان کے بعد کے نبیوں کے پاس جس طرح کی وحی بھیجی، اے محمد ﷺ! آپ کے پاس بھی ہم نے ویسی ہی وحی بھیجی۔

آغاز وحی تشریعی حضرت نوحؑ سے ہوا اور انتہا وحی تشریعی حضور اقدس ﷺ پر ہوا بلکہ یہاں دونوں چیزیں جمع ہیں۔ ابتدائے نبوت بھی ہے اور ختم نبوت بھی۔ یہ ہے باب بدا الوحی۔

جو عبارت میں نے پڑھی **وَبِهٖ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِي قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ۔ الخ** یہ سیدنا عمر بن الخطابؓ کی حدیث ہے۔ منبر پر انہوں نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عمل کا مدار نیت پر ہے۔ یعنی ہر شخص کو وہی ملے گا جو اس نے نیت کی ہو جس نے دنیا حاصل کرنے کیلئے یا جس نے کسی عورت سے نکاح کی خواہش کیلئے ہجرت کی ہو اس کی ہجرت اسی شیئی کی طرف ہو گی جس کی نیت سے ہجرت کی ہے۔

دوسری جگہ ہے **فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ** کہ جس نے اللہ اور رسول کی رضامندی کیلئے ہجرت کی ہو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔

کہتے ہیں **اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتْ** میں اقتضاء النص کے تحت ایک لفظ مقدر کرنا پڑیگا (دورے کے طلبہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ) آپ لوگوں کو یاد ہے **اِقْتِضَاءُ النَّصْ** کسے کہتے ہیں؟ ارے بھائی! یہ وعظ کی مجلس ہے یا درس کی

محفل ؟ارے اقتضاء النص، عبارت النص اشارۃ النص، دلالت النص کچھ پڑھا ہے ؟اگر ان اصطلاحات کو نہیں سمجھا تو کیسے ہو گا؟اور اصولِ فقہ کی کتابیں دہرا لیجئے۔

اصل بات یہ ہے کہ مذکورہ عبارت صحیح ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ ہم کوئی عبارت وہاں مقدر نہ پائیں۔

اگر لفظی ترجمہ کرو گے تو یوں ہو گا۔ عمل کا وجود ہی نہیں ہو سکتا بغیر نیت کے ۔ حالانکہ سیکڑوں اعمال ایسے ہیں جو بغیر نیت کے کئے جاتے ہیں۔ پھر اس مقام پر یہ بار۔ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ نیت اور ارادہ میں فرق ہے۔

بہر حال بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی نیت نہیں کرتا مگر عمل ہو جاتا ہے پس معلوم ہوا کہ معنیٰ کی تصحیح کیلئے یہ نص اندر سے تقاضا کرتی ہے کہ یہاں کوئی لفظ مقدر مانا جائے تو کیا کریں گے ؟ اسطرح کہیں گے **اِنَّمَا حُكْمُ الْاَعْمَالِ بِالنِّيَّاتْ** کہ اعمال کا حکم نیتوں پر موقوف ہے۔ یعنی کسی عمل پر کوئی حکم لگایا جاسکتا ہے نیت کے مطابق۔

● اقسامِ حکم :

حکم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حکم دینوی دوسرے حکم اُخروی، حکم دینوی صحت ہے۔ حکم اُخروی ثواب ہے۔ یہ بات یاد رکھئے عبادت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک عبادتِ مقصودہ دوسرے عبادتِ غیر مقصودہ۔

جہاں تک عبادت مقصودہ کا تعلق ہے، سنئے ہر عبادتِ مقصودہ میں مقصد ثواب ہوتا ہے۔ اس لئے اگر اس میں نیت نہ ہو تو ثواب نہیں ملے گا۔ اور جو عمل مقصد سے خالی ہو وہ بیکار ہوتا ہے۔ اسلئے وہ عمل منعقد بھی نہیں ہو گا۔ اس لئے نماز اگر بغیر نیت پڑھی تو نہ نماز پر ثواب ہے نہ نماز ہی صحیح ہو گی۔ لیکن جو اعمال

عباداتِ مقصودہ سے نہیں ہیں بلکہ ذرائع اور وسائل ہیں اُس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)اس کا کسی دوسری عبادتِ مقصودہ کیلئے ذریعہ اور وسیلہ ہونا اور

(۲)دوسرا ان کا عبادتِ مقصودہ کیلئے ذریعہ ہونے کی وجہ سے موجبِ اجر وثواب ہونا۔ یہ دونوں چیزیں الگ الگ ہیں۔

دوسری چیز میں اگر نیت نہ ہوئی تو ثواب نہیں ملے گا۔ وہ کسی عمل کیلئے وسیلہ اور ذریعہ تو بن سکتا ہے۔ لیکن موجب اجر نہیں ہوگا۔

● نیت، اعمال وامثال:

اگر کوئی شخص پانی میں بے ارادہ گر گیا، ڈوب گیا پھر سارا بدن دُھلا دُھلایا باہر آیا۔ اذان ہو رہی تھی نماز میں شریک ہو گیا.......... ثواب یہاں دیکھئے کہ بلا نیت اس کے تمام اعضاء وضو دھل گئے، تو اس کا وضو تو ہو گیا۔ لیکن چوں کہ اس نے نیت نہیں کی اس لئے وضو کا ثواب نہیں ملے گا یہ وہ تشریح ہے جو امام اعظمؒ کے ہاں پسند کی گئی۔

دوسرے حضرات کی تشریح کے مطابق اعمالِ غیر مقصودہ میں بھی نیت ضروری ہے

میرے شیخ کا کہنا یہ تھا اور بیشک صحیح کہنا تھا کہ اس حدیث کو فقہ کے اصول میں مت لے جایئے اس حدیث کی جو معنویت ولذت تھی وہ فقہ کی بحثوں میں ختم ہو جاتی ہے۔

میرے شیخ کہتے ہیں کہ یہ بحث آپ کہیں اور کر لیجئے گا۔ اس حدیث کا مطلب کچھ اور ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاں اعمال کا رتبہ اور قیمت متعین ہو گی نیتوں کے فرق کی بنیاد پر۔ آپ کی نیتوں کے جتنے مدارج ہونگے اسی اعتبار سے

آپ کے عمل کے درجات مرتب ہونگے۔

● درجاتِ نیت و عمل:

ایک شخص نماز پڑھتا ہے کہ لوگ مجھے نمازی جانیں اس نیت کی وجہ سے یہ نماز جو خالصاً عبادت تھی شرک قرار پائے گی۔

ایک شخص نماز اس لئے پڑھتا ہے کہ میں اللہ کے عذاب سے بچ جاؤں اور جنت مجھے مل جائے اس پر نمازی کو قبولیت ملے گی۔

تیسرا شخص جو اپنی کیفیت کے اعتبار سے دوسرے مقام پر بالاتر ہے۔ وہ کہتا ہے جنت جہنم کا سوال نہیں میں تو "**اللہ**" کو لینا چاہتا ہوں۔ اللہ کا وصال ہو جائے اور کہتا ہے کہ میں نماز اس لئے پڑھتا ہوں کہ وصال الٰہی میسر آجائے اس کی نماز مرتبہ کے اعتبار سے اور اونچی ہے۔

چوتھا شخص کہتا ہے......

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب

کہ حیف باشد ازو، غیر ازو تمنائے

کاہے کا وصال و فراق، میں محض رضائے الٰہی کیلئے نماز پڑھتا ہوں۔ یہ مقام صحابہؓ کا ہے۔ **يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُ۔**

مقام نبوت اس سے بھی ارفع ہے وہاں عبد کو اپنی عبدیت کی معرفت اور خالق کی معبودیت کا ادراک اتنا کامل ہوتا ہے کہ وہ صرف یہ سمجھتا ہے کہ میں پیدا ہی ہوا ہوں اس لئے کہ معبود ہی کی عبادت کروں اور وہ مستحق ہی اس بات کا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ یہ مقام نبوت کی بات ہے جو سب سے اونچا مقام ہے

● داؤد طائیؒ نے فرمایا :

اِنَّمَا ارْتِقَاءُ عَمَلِکَ عِنْدَ عَالِمِ سَرِیْرَتِکَ بِارْتِقَاءِ نِیَّتِکَ

یعنی تمہارے راز کو جاننے والے کے نزدیک تمہارے عمل کے درجات کا تعین تمہاری نیت کی ترقی کی اعتبار سے ہے۔ بہر حال یہ حدیث فقہ کا موضوع ہو تو آپ نے تھوڑی بہت بحث شرح وقایہ میں پڑھی ہو گی۔ اور اگر اسے علم معرفت کی طرف لے جائیں تو میں نے آپ کو حضرت مدنیؒ کی تقریر کا اختصار بتادیاہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر شخص کا عمل اس کی قیمت کے اعتبار سے اللہ کے ہاں اجر پائے گا۔

● تقاضائے علم :

اِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّانَوٰی ۔ یا۔ **اِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَّانَوٰی** آپ جیسے بننے کا فیصلہ کریں گے ویسے بن کر نکلئے گا۔ انشاء اللہ فیصلہ کیجئے، آپ حسین احمد مدنیؒ بننا چاہتے ہوں، محمد قاسم نانوتویؒ بننا چاہتے ہوں، قاری محمد طیبؒ بننا چاہتے ہوں، شیخ الادب اعزاز علیؒ بننا چاہتے ہوں، علامہ انور شاہ کشمیریؒ بننا چاہتے ہوں، شبیر احمد عثمانیؒ بننا چاہتے ہوں، عبد اللہ سندھیؒ بننا چاہتے ہوں، عالم، مفسر، مدرس، مجاہد، صوفی، عارف بننا چاہتے ہوں وہ بن سکتے ہیں۔

کچھ اور بننا چاہتے ہوں تو وہ بھی بن سکتے ہیں اس علم سے آپ خلق اللہ کی ہدایت کا فریضہ بھی انجام دے سکتے ہیں اور اسی علم سے لوگوں کیلئے گمراہی کا سامان بھی اکٹھا کر سکتے ہیں۔ دونوں راستے ہیں۔ **یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا** اب آپ کو یہ طے کرنا ہے کہ کیا بننا چاہتے ہیں۔ پڑھنا ہو یا پڑھانا بالکل صاف صاف بات ہے کہ محض رضاء ربانی کیلئے پڑھنا ہے...... اگر **ابتغاء**

مرضات الله نہیں ..... پڑھنا چاہتے ہو تو جاؤ........... فٹ پاتھ پر دکان کرو ۔ کوئی اور کام کرو مرضیات ربانی کے حصول کیلئے آئے ہو تو یہ درس گاہ تمہارا استقبال کرتی ہے ...... ورنہ تمہارے لئے اس درسگاہ میں کوئی حصہ نہیں!

● آج کا المیہ اور فتنہ :

ہم پڑھانے والے ہوں کہ آپ پڑھنے والے، آج کا سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ پڑھنے والوں اور پڑھانے والوں نے طلب دنیا کو بنیاد بنالیا۔ بات کہنے کی نہیں! مگر آج جو حالات ہیں اُن کو دیکھتے ہوئے کہے بغیر چارہ بھی نہیں کہ آج دنیا مطلوب ہے، دنیا محبوب ہے، دنیا مرغوب ہے اللہ کی رضا کسے مطلوب ہے ؟ **اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰه** مگر آج عام حال کیا ہے ؟روپیہ کتنا ملے گا؟ تنخواہ کتنی ملے گی؟عہدہ کونسا ملے گا؟ شہرت و مقبولیت کتنی ملے گی ؟اس لئے آئے ہو اس درسگاہ کو آپ ؟ ...... حضور اقدس ﷺ نے فرمایا **عِلْمٌ مِمَّا يَنْبَغِى بِهٖ وَجْهَ اللّٰهُ** کہ وہ علم جس کو فقط رضائے الٰہی کیلئے حاصل کیا جانا چاہیئے تھا جس نے اس کو عرض دنیا اور سامانِ دنیا کی طلب میں دنیا کو مقصود بنا کر اس علم کو طلب کیا ...... **لَمْ يَجِدْ عرفَ الْجَنَّةْ** وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا۔

مشکواۃ کی وہ حدیث آپ نے پڑھی ہو گی کہ جو جاہل بحث و مجادلہ کر کے اپنی برتری ثابت کرے یا جاہل عوام پر اپنے علم کا رعب جمائے **اِلَّاَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارْ** اللہ اس کو جہنم میں داخل کرے گا ۔

یہ علم علم نبوت ہے میرے دوستو! اس کے مقابلہ میں دنیا کا کوئی علم ذی وقعت نہیں ہے آپ سب کے سب بلند علوم کے حامل ہیں لیکن ہم سے آپ سے بڑھ کر کوئی ذلیل نہیں اگر اس عظیم الشان علم کو عرض دنیا کے لئے حاصل کریں یہیں سے پوری زندگی کا محور بدل جاتا ہے طالب علم کا اور استاد کا ذہن بدل جائے گا ہم کالجوں کی طری اسٹرائک نہیں کریں گے ہم تنخواہ

بڑھوانے ے لئے مدرسوں کو برباد نہیں کریں گے ہم صدر مدرسی اور شیخ الحدیثی کے لئے مدرسوں کا مستقبل برباد نہیں کریں گے

میرے عزیزو! تم نام کٹوا کے چلے جاو اگر تم قربانی کے اس راستے پر نہیں آسکتے ہو جو ہمارے سلف کا راستہ ہے۔

امام بخاریؒ نے سب سے پہلے اس کا درس دیا ہے بظاہر حدیث بے جوڑ لگتی ہے باب بدء الوحی سے حدیث نیت کا کیا تعلق ہے ؟ لیکن میں یہ کہتا ہوں اس سے بڑھ کر اور کوئی تعلق ہی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس پوری کتاب کو پڑھنا لا حاصل ہے کیونکہ یہ جو ہجرت تم نے کی ہے بنگال، گجرات، راجستھان اور کہاں کہاں سے تم یہاں آئے ہو اور حیدر آباد میں بیٹھ کر پڑھ رہے ہو یہ ہجرت کیوں ہے ؟ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُہَا معتمد تمہارے لئے کھانے کا انتظام کرے، کپڑے کا انتظام کرے، رہائش کا انتظام کرے، اس لالچ میں آئے ہو ؟ یہ اساتذہ ملکوں ملکوں، شہروں شہروں سے جمع ہوئے ہیں کیوں؟ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُہَا اگر ایسا ارادہ ہے تو میرے دوستو! واپس چلے جاو کرایہ دلوا دیتا ہوں اگر مَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اللہ اور اسکے رسول کی رضا کیلئے ہجرت ہوئی ہے تو بے شک وقت شدت سے تمہارا انتظار کر رہا ہے، یہ ملک، یہ دنیا تمہیں خوش آمدید کہنے کو تیار ہے۔ کل میں یہاں سے قریب کے ضلع نلکنڈہ گیا ہوا تھا وہاں ہمارے ایک دوست مولانا صاحب بتا رہے تھے اس حیدر آباد شہر میں ہندوستان، پاکستان، عربستان پتہ نہیں کہاں کہاں کے علماء کا روز ورود ہوتا ہے لیکن آج بھی آندھرا پردیش میں اس شہر سے اتنی قریب مسلمان خاندانوں میں لوگ اپنی بھانجی سے یعنی بہن کی بیٹی سے نکاح کر رہے ہیں حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھَاتُکُمْ... بَنَاتُ الْاُخْ اور حرام کی گئیں تم پر بہن کی بیٹیاں

یہ کس کا قصور ہے؟ ہمارے اونچے طبقے نے انہیں مسلمان گردانا نہیں وہ غیروں کے ساتھ رہے اور گمراہ ہوئے اسکی ذمہ داری ہم علماء پر ہے ہم نے حیدرآباد شہر کی چمک تو دیکھی لیکن آندھراپردیش کے دیہاتوں میں پھیلا ہوا اندھیرا ہماری نگاہوں میں نہیں آیا ہمارے قلب میں کوئی اضطراب اور بے چینی نہیں آج کام کا میدان تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ روزی پیچھے دوڑتی ہے روزی کا غم کبھی نہ کرنا ایک عالم اگر اللہ کیلئے مستغنی بن جاتا ہے تو اس کی کفالت اللہ اپنے ذمہ لے لیتے ہیں پس جو اللہ اور رسول کیلئے ہجرت کر کے یہاں آئے ہو تو دنیا تمہارا بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہی ہے

آو کام کرو!

اور علوم نبوت کو پھیلاو

اور کار رسالت کا فریضہ انجام دو

مبارکبادی

میں اس مبارک موقع پر حضرت مولانا حمید الدین عاقل حسامی صاحب کو اور اپنے عزیز رحیم الدین انصاری صاحب کو اور ان دونوں کے توسط سے حیدرآباد شہر کے علماء کو یہ مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اتنی بڑی درسگاہ جو بظاہر ابھی بے سر وسامان ہے اور یہی بے سر وسامانی ان شاء اللہ اس کی کامیابی کی دلیل ہے شاید پہلی مرتبہ چالیس طلبہ کا ایک گروپ آج بخاری شروع کر رہا ہے انشاء اللہ آنے والے شعبان میں یہ عالم ہونگے علم دین کی تحصیل کر کے کار دین میں لگنے والے ہونگے یہ بہت بڑا اعزاز ہے جو شہر کی تاریخ میں اس شہر کو حاصل ہو رہا ہے۔

دعا

دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول کرے اس میں جس جس کا جو بھی حصہ ہے۔ چاہے عمل کا حصہ ہو کہ نیک تمناؤں کا اللہ تعالیٰ سب کو قبول کرے اور اس سوکھی ہوئی زمین سے علم کے چشمے جاری فرمائے۔ پہلے بھی اس شہر نے علم کے تحفظ کیلئے بہت کچھ کیا ہے۔ کیا عجب ہے کہ اللہ اس دیار سے علم کو بلند کرانا چاہتا ہو۔ اور جو اساتذہ یہاں ہیں اگر وہ خلوص اور باہمی اتحاد کے ساتھ اور وقت نے جو تجربہ دیا ہے اُسے سامنے رکھ کر اگر وہ اس تعلیمی ادارے کو چلائینگے۔ منتظمین اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرینگے اور اہلیانِ بلدہ حیدر آباد اپنے فرض کو اور اس قابلِ فخر کارنامے کو محسوس کرینگے اور آپ تمام طلبہ جو اصل کھیتی اور ساری محنتوں کا نتیجہ ہیں اپنی نیتوں کو صحیح رکھ کر محنت کے ساتھ اس علم کو حاصل کرینگے تو اللہ تعالیٰ اس کا فیض دور دور تک پہنچائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو عمل خیر کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ کَمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی رَبَّنَا عَلِّمْنَا مَا یَنْفَعُنَا وَانْفَعْنَا بِمَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ۔

☆ ☆ ☆

تصنیفات

حضرت شاہ مولانا محمد کمال الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی

صاحبزادہ جانشین سلطان العارفین حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ

☆☆☆